احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

پیر 8/ اکتوبر 2012ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

سوموار 8/اکتوبر 2012ء 20ذیقعد 1433ہجری 8/اخاء 1391ہش جلد 62-97 نمبر 234

اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ نام

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ خدا تعالیٰ کو جن ناموں سے پکارا جانا بہت پسند ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

یاجمال السماوات والارض اے آسمان وزمین کے حسن اور جمال۔

(الفردوس بماثور الخطاب جلد 2 ص 112 حدیث نمبر 2590)

اخلاق عالیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ دین کی بناء صفائی پر ہے۔آپؐ خود اعلیٰ درجہ کی خوشبو استعمال فرماتے تھے۔حضرت انسؓ بیان کرتے تھے کہ میں نے کبھی مشک وغیرہ یا کسی اور چیز کی ایسی خوشبو نہیں سونگھی جو رسول اللہؐ کی خوشبو سے بہتر ہو۔حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ایک دفعہ میرے گال پر ہاتھ پھیرا تو آپؐ کے ہاتھ سے میں نے ایسی اعلیٰ درجہ کی خوشبو محسوس کی۔جیسے وہ ابھی عطار کی صندوقچی سے باہر نکلا ہو۔ (مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحة النبیؐ)

نبی کریمؐ کے پسینہ سے بھی خوشبو کی مہک آتی تھی۔آپؐ ایک دفعہ حضرت انسؓ بن مالک کے گھر سو گئے۔تو انسؓ کی والدہ ام سلیمؓ (جو آپؐ کی رضاعی خالہ تھیں) ایک شیشی لے کر آئیں اور اس میں رسول اللہ ﷺ کا پسینہ جمع کرنے لگیں۔رسول اللہؐ نے اس کی وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگیں کہ ہم یہ پسینہ کے قطرے اپنی خوشبو میں ملا دیں گے تو وہ بہترین خوشبو بن جائے گی۔

(مسلم کتاب الفضائل باب طیب عرق النبیؐ و التبرک به)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ جس راستہ سے گزر جاتے تھے۔اگر کوئی پیچھے جاتا تو رسول اللہ ﷺ رات کو اپنی مخصوص خوشبو کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے اور پتہ چل جاتا تھا کہ ابھی رسول اللہ ﷺ یہاں سے گزر کر گئے ہیں۔

(سنن الدارمی جلد 1 ص 34)

نبی کریمؐ گھر کی عورتوں کو بھی صاف ستھرا رہنے کی تلقین فرماتے۔ایّام مخصوصہ کے بعد نہانے کا حکم دیتے۔اسی طرح میاں بیوی کے تعلقات کے بعد نہانے کا ارشاد فرماتے اور بڑی پابندی سے اس پر عمل فرماتے۔ذاتی جسمانی صفائی پر بھی زور دیتے اور اس کا خاص خیال رکھتے بالخصوص بغل کے بال صاف کرنے،مونچھیں کاٹنے اور ناخن کٹوانے کی ہدایت فرماتے۔

(بخاری کتاب اللباس باب قص الشارب)

آپؐ فرماتے تھے ''ناخنوں کی میل دیکھ کر مجھے وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔'' دانتوں کی صفائی پر بہت زور دیتے۔فرماتے کہ اگر میں اُمت پر گراں خیال نہ کرتا تو ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔ (بخاری کتاب الجمعه باب السواك يوم الجمعة 838)

خود کئی مرتبہ دن میں مسواک کرتے تھے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ گھر داخل ہوتے ہوئے بھی مسواک کرتے اور باہر جاتے ہوئے بھی۔ (مسلم کتاب الطهارة باب السواك:371)

فرمایا کرتے تھے کہ مسواک منہ کو صاف رکھنے کا آلہ اور اللہ کی رضامندی کا موجب ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب سواك الرطب واليابس للصائم)

اپنی آخری بیماری میں حضرت عائشہؓ کے بھائی عبدالرحمانؓ کو مسواک کرتے دیکھا تو اُسے لینے کے لئے خواہش کے ساتھ دیکھا جسے حضرت عائشہؓ سمجھ گئیں۔انہوں نے بھائی سے مسواک لے کر رسول اللہ ﷺ کو چبا کر دی جو آپؐ نے استعمال فرمائی۔

(بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاته)

مکرم خواجہ ظہور احمد صاحب سرگودھا

راہ مولیٰ میں قربان ہوگئے

احباب جماعت کو افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا کے ایک احمدی مکرم خواجہ ظہور احمد صاحب نامعلوم موٹر سائیکل سوار کی فائرنگ کی وجہ سے مورخہ 4/اکتوبر 2012ء کو راہ مولیٰ میں قربان ہوگئے۔

اگلے روز مورخہ 5/اکتوبر کو صبح ساڑھے دس بجے آپ کی نماز جنازہ بیت احمدیہ نیو سول لائن میں مکرم ملک گلزار احمد صاحب امیر ضلع سرگودھا نے پڑھائی اور ربوہ پہنچنے پر آپ کی نماز جنازہ بیت مبارک میں بعد نماز جمعہ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے پڑھائی۔عام قبرستان میں تدفین کے بعد دعا بھی محترم صاحبزادہ صاحب نے ہی کرائی۔

مرحوم 4/اکتوبر کی رات 9:15 بجے کے قریب گھر سے سائیکل پر درزی سے کپڑے لینے گئے۔ابھی گھر سے نکلے ہی تھے کہ پہلے سے وہاں موجود دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے پسٹل سے فائر کر دیا جو آپ کے دائیں کان کے نیچے گردن پر لگا۔فائرنگ کے بعد حملہ آور فرار ہو گئے۔کسی راہ گیر نے ریسکیو 1122 کو اطلاع دی جس پر آپ کو شدید زخمی حالت میں ہسپتال لے جایا جا رہا تھا کہ راستے میں ہی وفات ہوگئی۔

مکرم خواجہ ظہور احمد صاحب کا تعلق ضلع سرگودہا کے ایک قصبہ کوٹ مومن سے تھا۔آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے پڑدادا مکرم حاجی امیر الدین صاحب کے ذریعہ ہوا۔ قیام پاکستان سے قبل آپ کا خاندان قادیان رہائش پذیر ہوگیا تھا تاہم قیام پاکستان کے بعد یہ خاندان دوبارہ کوٹ مومن واپس آگیا۔مرحوم کے والد مکرم خواجہ منظور احمد صاحب تقریباً 45,40 سال قبل کوٹ مومن سے سرگودھا شہر منتقل ہوگئے

باقی صفحہ 8 پر

مشعل راہ

طہارت وپاکیزگی ایمان کاایک حصہ ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 23/اپریل 2004ء میں فرماتے ہیں۔

(دین حق) ایک ایسا کامل اور مکمل مذہب ہے جس میں بظاہر چھوٹی نظر آنے والی بات کے متعلق بھی احکامات موجود ہیں۔ یہ بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں انسان کی شخصیت کو بنانے اور کردار کو سنوارنے کا باعث بنتی ہیں۔ ان سے ظاہری طور پر بھی انسان کے مزاج کا پتہ چلتا ہے۔ اور اگر مومن ہے تو اللہ تعالیٰ سے تعلق کا بھی پتہ چلتا ہے، انہیں باتوں میں سے ایک پاکیزگی یا طہارت یا نظافت ہے اور ایک مومن میں اس کا پایا جانا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی اور صفائی پسند ہے اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ (۔) (سورۃ البقرہ آیت: 223) لیکن یہ بات واضح ہونی چاہئے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے کہ اصل اللہ تعالیٰ کا محبوب انسان اس وقت بنتا ہے جب توبہ واستغفار سے اپنی باطنی صفائی کا بھی ظاہری صفائی کے ساتھ اہتمام کرے۔ ہم میں سے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد ہم اپنی ظاہری و باطنی صفائی کی طرف خاص توجہ دیں تا کہ ہماری روح وجسم ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے والے ہوں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔ اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔

(الحکم 17 ستمبر 1904ء جلد نمبر 8 نمبر 13 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود جلد اول صفحہ 705)

پھر آپ فرماتے ہیں: ''جو باطنی اور ظاہری پاکیزگی کے طالب ہیں ان کو دوست رکھتا ہوں، ظاہری پاکیزگی باطنی طہارت کی مد اور معاون ہے۔ اگر انسان اس کو چھوڑ دے اور پاخانہ پھر کر پھر طہارت نہ کرے تو اندرونی پاکیزگی پاس بھی نہ پھٹکے۔ پس یاد رکھو کہ ظاہری پاکیزگی اندرونی طہارت کو مستلزم ہے۔ اسی لئے لازم ہے کہ کم از کم جمعہ کو غسل کرو، ہر نماز میں وضو کرو، جماعت کھڑی کرو تو خوشبو لگا لو، عیدین اور جمعہ میں خوشبو لگانے کا جو حکم ہے وہ اسی بنا پر قائم ہے، اصل وجہ یہ ہے کہ اجتماع کے وقت عفونت کا اندیشہ ہے (بدبو کا اندیشہ ہوتا ہے)۔ پس غسل کرنے اور صاف کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے سے سمّیت اور عفونت سے روک ہو گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں یہ مقرر کیا ہے ویسا ہی قانون مرنے کے بعد بھی رکھا ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود جلد اوّل صفحہ 704-705)

صفائی کے بارے میں چند احادیث پیش کرتا ہوں، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ '' اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ یعنی طہارت پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا ایک حصہ ہے''۔ (مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء)

ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ'' پاکیزگی اختیار کرنا نصف ایمان ہے''۔ (المعجم الکبیر جلد 3 صفحہ 284)

اب دیکھیں مومن کے لئے صفائی کا خیال رکھنا کتنا ضروری ہے، اور یہ احادیث اکثر ....کو یاد ہیں، کبھی ذکر ہو تو آپ کو فوراً حوالہ بھی دے دیں گے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس پر عمل کس حد تک ہے؟ یہ دیکھنے والی چیز ہے، اگر ایک جگہ صفائی کرتے ہیں تو دوسری جگہ گند ڈال دیتے ہیں اور بدقسمتی سے ....میں جس شدت سے صفائی کا احساس ہونا چاہئے وہ نہیں ہے اور اسی طرح اپنے اپنے ماحول میں احمدیوں میں بھی جو صفائی کے اعلیٰ معیار ہونے چاہئیں وہ مجموعی طور پر نہیں ہیں۔ بجائے ماحول پر اپنا اثر ڈالنے کے ماحول کے زیر اثر آجاتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل 20 جولائی 2004ء)

کوئی تجھؐ سے بڑا کیا ہوگا

سوچتا ہوں کہ کوئی تجھؐ سے بڑا کیا ہو گا
تُو اگر تُو ہے تو پھر تیرا خدا کیا ہو گا

مَیں غلاموں کے غلاموں کا اِک ادنیٰ خادم
مجھ سا قسمت کا دھنی کوئی بھلا کیا ہو گا

تجھ کو اللہ نے لَوْلَاک کی خلعت بخشی
مستحق اس کا کوئی تیرے سوا کیا ہو گا

میم کے پردے میں مستور ہے تیرا مسکن
نامہ لکھّوں تو بتا تیرا پتا کیا ہو گا

جب دَنٰــــــی کا فَتَــــدَلّٰـــــی سے ہوا ہو گا ملاپ
فرق قوسین کے مابین رہا کیا ہو گا

جب ملاقات ہوئی ہو گی سرِ عرشِ بریں
دوست نے دوست سے کیا جانے کہا کیا ہو گا

جس نے مظلوم کی تقدیر بدل کر رکھ دی
زلزلہ ہوگا، ترا اَشک گرا کیا ہو گا

جس کی ہیبت سے پہاڑوں کے بھی دل ہیں لرزاں
تجھ پہ اُترا جو سرِ غارِ حرا، کیا ہو گا

تُو کہ اللہ کا سایہ ہے اے حسنِؐ کامل!
جو ترا سایہ ہے وہ تجھ سے جدا کیا ہو گا

تُو محمدؐ بھی ہے، احمدؐ بھی ہے، محمودؐ بھی ہے
تیری توصیف کا حق ہم سے ادا کیا ہو گا

تیرا احساں ہے کہ مَیں نعت لکھوں، تُو خوش ہو
ورنہ مَیں کیا ہوں، مرا لکھا ہوا کیا ہو گا

چوھدری محمد علی مضطر

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

مکرم زبیر احمد صاحب

حضرت مولوی ظہور حسین صاحب

مربی سلسلہ روس و بخارا

حضرت مولوی ظہور حسین صاحب کا اصل گاؤں دھرم کوٹ رندھاوا تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور تھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام شیخ حسین بخش تھا۔ قادیان میں پانچویں جماعت میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے حکم پر مولوی صاحب کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا گیا۔ ایک دن حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے مولوی ظہور حسین صاحب کو فرمایا:

''ظہور حسین تم سمجھتے ہو کہ عربی پڑھنے سے تم کنگال ہو جاؤ گے اور ساری عمر روٹی کمانے میں مشکل پیش آئے گی۔ لیکن مجھے دیکھو کہ میں نے بھی صرف قرآن پڑھا ہے کیا خدا تعالیٰ کا فضل مجھ پر ایسا نہیں کہ بہتوں کی سمجھ میں بھی نہیں آ سکتا۔''

یہ اس زمانہ کی بات ہے جب حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب جامعہ احمدیہ کے نگران تھے۔

1920ء کے قریب حضرت مصلح موعود نے جامعہ احمدیہ میں مشنری کلاسز کا اجراء فرمایا حضرت مولوی صاحب بھی اس میں شامل ہو گئے۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب جامعہ کے سینئر استادوں میں سے تھے۔

حضرت حافظ صاحب اپنے گھر میں بھی شاگردوں کی دعوت کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ مہینہ میں ایک آدھ مرتبہ قادیان سے باہر اپنی معیت میں لے کر جاتے تھے یہ ایک قسم کا تربیتی دورہ ہوتا تھا تمام شاگردوں کو بات کرنے کا ڈھنگ، گفتگو میں انکسار اور مضامین پیش کرنے کے لئے ایک خاص قسم کا اسلوب بیان سکھایا کرتے تھے۔ حضرت مولوی ظہور حسین صاحب نے 1922ء میں اپنی تعلیم مکمل کی اور 1923ء میں جموں میں مشنری مقرر ہوئے۔ جموں میں آریوں نے مولوی صاحب سے تناسخ کے مسئلہ پر مناظرہ کی طرح ڈالی۔ مولوی صاحب نے اسے منظور کیا مولوی صاحب نے ایسے دلائل سے آریوں کو قائل کرنے کی کوشش کی آریہ مناظر نے یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ ''بات چونکہ لمبی ہو گئی ہے اس لئے اس گفتگو کو آئندہ کبھی جاری رکھیں گے۔''

اس گفتگو کے باعث غیر از جماعت احباب بھی بہت متاثر ہوئے اور خوش ہوئے کہ آریہ سماج کے اعتراضات کا دندان شکن جواب صرف احمدی علماء ہی دے سکتے ہیں۔

دسمبر 1923ء میں جلسہ سالانہ کے بعد حضرت مصلح موعود نے مولوی صاحب کو فرمایا کہ آپ کچھ دن یہاں ٹھہریں۔ پھر مولوی صاحب کو اطلاع ملی کہ حضور کا حکم آپ کے بارے یہ ہے کہ آپ بخارا جائیں۔ یہ 1924ء کا زمانہ تھا کہ جب مولوی صاحب اور شہزادہ عبدالمجید صاحب جنہوں نے تہران جانا تھا اور مولوی محمد امین خان صاحب جنہوں نے مولوی ظہور حسین صاحب کے ساتھ بخارا جانا تھا قادیان سے روانہ ہوئے۔

مولوی ظہور حسین صاحب فرماتے ہیں:

''بخارا روانہ ہونے سے پہلے میرے رفیق سفر مولوی محمد امین خان صاحب سے حضور نے ہر دو کے کرایہ کی تفصیل مانگی۔ حضور نے چند اراکین کے سامنے جن میں حضرت صاحبزا مرزا بشیر احمد صاحب بھی تھے، اس تفصیل اخراجات کو ملاحظہ فرما کر فرمایا یہ اتنے زیادہ اخراجات لکھ دیے ہیں، ہم تو چاہتے ہیں کہ بہت کم اخراجات ہوں، حتیٰ کہ دوسرے جانے والے (۔) کے لئے بھی آپ لوگ نمونہ بنیں۔''

پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں:

''عاجز کو جب اس کا علم ہوا تو میرا دل بھر آیا اور میں نے حضور کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ جو تفصیل اخراجات کی حضور کے سامنے پیش کی گئی ہے مجھ کو اس کا کوئی علم نہیں۔ اے میرے محسن اگر حضور عاجز کو ایک پائی بھی نہ دیں تو عاجز خوشی سے پیدل جانے کو تیار ہے۔ حضور کا کتنا بڑا احسان ہے کہ حضور نے خدمتِ دین کے لئے عاجز کو منتخب فرمایا۔ حضور نے عاجز کا یہ خط پڑھا، تو جو سفر خرچ ہم دو کے لئے مقرر فرمایا تھا اُس میں دوصد روپے کا اضافہ فرما دیا۔

14 جولائی 1924ء کو قادیان سے روانہ ہوئے فرماتے ہیں:

''ہم تینوں کوئٹہ سے بمقام دزداب جہاں ایران کی حد شروع ہوتی ہے، ریل کے ذریعہ پہنچے دزداب سے مشہد تک جو چھ سو میل کا جنگل ہے جس کو ہم نے 45 یوم میں طے کیا اور وہ بھی کبھی پیادہ پا چل کر اور کچھ اونٹ اور گدھے پر سوار ہو کر اور کچھ بار برداری کے اس گڈے پر جو مشہد اور دزداب کے درمیان مال لانے اور لے جانے کے لئے آتا جاتا رہتا ہے۔ یہ تقریباً چھ سو میل کا صحرائی علاقہ جہاں ریل نہیں جاتی بہت خشک اور جنگل ہے۔ جہاں راستہ میں بیسیوں میل تک پانی نہیں ملتا اور اگر کہیں ملتا بھی ہے تو گدلا اور کھاری۔ اس علاقہ سے گزرتے ہوئے ہم نے کئی جگہ اونٹ اور گدھے مرے ہوئے دیکھے، جو تشنگی کے باعث زندہ نہ رہ سکے۔ یہاں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ ایک بار ایک منزل سے چھپن میل تک پانی نہ تھا ہم نے سواری کے لئے گدھے کئے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ مشک میں پانی بھی تھا۔ یہ منزل دو دن میں طے کرنی تھی مگر راستہ میں معلوم ہوا کہ یہ پانی کی مشک جلد ختم ہو جائے گی اور منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر لگے گی۔ اس لئے مکرمی محمد امین خان صاحب ایک اچھے گدھے پر سوار ہو کر ہم سے پہلے ایک قافلہ کے ساتھ روانہ ہو گئے میں اور حضرت شہزادہ صاحب ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے راہ میں شدت پیاس سے ہم دونوں گدھوں سے اتر پڑے اور پیدل چلنے لگے، کیونکہ گدھے بھی پیاسے تھے۔ ہم نے کچھ راستہ پیدل ہی طے کیا۔ آخر پر رفیق مکرمی شہزادہ صاحب پیاس کو برداشت نہ کر سکے اور وہیں راہ میں لیٹ گئے اور میں لیٹا تو نہیں مگر پانی کے نہ ہونے کے باعث سخت گھبرایا اور طبیعت بے چین ہو گئی، مگر پھر بھی چلتا رہا۔ اتنے میں دیکھا کہ ایک شخص جو سامنے سے اونٹنی پر سوار بڑی تیزی سے آ رہا تھا۔ اس کے پاس پانی موجود ہے میں نے اس سے پینے کے لئے پانی مانگا، جس پر اس نے مجھے پانی پلایا، بعدازاں میں نے اپنے پچھلے رفیق کی طرف اشارہ کیا۔ وہ سوار تیزی سے شہزادہ صاحب کے پاس پہنچا اور پانی پلایا اور اپنے ساتھ اونٹنی پر سوار کر کے منزل پر لایا جہاں کہ پانی تھا۔ اس طرح یہ سخت دشوار منزل خدا کے فضل وکرم سے طے ہوئی۔

برکو ایران پہنچے تو تپ محرقہ ہو گیا۔ ایک ماہ بخار رہا۔ صحت بحال ہونے کے بعد 8 دسمبر 1924ء بروز پیر بخارا کی طرف چل پڑا۔ ڈیڑھ دن بعد میں ایران کی زمین سے گزر کر ترکستان (روس) کی سرحد میں داخل ہو گیا اور رات کے آخری حصہ میں مقام ارتھک پر جو ایک چھوٹا سا سٹیشن ہے ایک ترک نوجوان کے ساتھ جا پہنچا۔ اس ترک نے مجھے اپنے ایک واقف کار ترک دکاندار کی دکان کے ایک کمرہ میں جا ٹھہرایا جہاں کہ میں دوسرے دن کی شام تک چھپا رہا۔ آخر 14 دسمبر 1924ء کی شام کو بخارا جانے والی گاڑی آئی اور وہ نوجوان ترک جو راتوں رات مجھے سرحد پار کروا کر لایا تھا، میرے لئے سٹیشن سے ٹکٹ خرید لایا اور میرا بستر، کپڑے اور کتابیں اٹھائیں اور مجھے گاڑی کی طرف لے چلا۔ جب میں گاڑی پر سوار ہونے لگا تو پیچھے سے ایک روسی حاکم جو ہاتھ میں لالٹین لئے ہوئے آ رہا تھا اس نے ترک نوجوان کو آواز دی کہ ٹھہر جاؤ، وہ ٹھہر گیا۔ تب وہ مجھے اور اس ترک نوجوان کو اپنے دفتر لے گیا...... اس جگہ برف بڑی کثرت سے گر رہی تھی اس نے میرے تمام کپڑے بستر، کتابیں ٹکٹ اور کچھ نقدی جو میرے پاس تھی نیز وہ ادویات بھی جو میں اپنے ساتھ لے گیا تھا مجھ سے لے کر دفتر میں رکھ لیں اور چند کپڑے دے کر مع اس ترک کے جو میرے ہمراہ تھا قید خانہ کے کمرہ میں داخل کر دیا''۔

''عاجز پر اس قدر شک تھا کہ رات کو جب میں تہجد کے لئے اٹھتا اور نماز پڑھتا تو باہر جو سپاہی پہرہ پر مقرر ہوتا، وہ کھڑکی سے اٹھ کر مجھ کو اٹھتا دیکھ کر شک کرتا کہ یہ بھاگنے کی تیاری کر رہا ہے۔ چونکہ میری جگہ کمرہ میں کھڑکی کے ساتھ تھی اس لئے وہ میری حرکات بآسانی نوٹ کر لیتا تھا۔ چنانچہ دوسرے دن وہ صبح اپنے افسر کو اس امر کی اطلاع دیتا اور ایک دو افسر اسی کمرہ کے دروازہ اور کھڑکی کو غور سے دیکھتے کہ کہیں یہ بھاگ تو نہیں سکے گا۔''

''مجھے کچھ کام بھی کرنے کے لئے روزانہ دیا جاتا تھا۔ مثلاً پانی منگوانا، صفائی کروانا، اور زمین کھودنے کا کام اور کھانے کے لئے حکومت کی طرف سے کچھ نہ ملتا تھا۔ بلکہ دوسرے قیدیوں کا اگر کہیں باہر سے کھانے کو آ جاتا یا کوئی اپنے پیسوں سے منگواتا تو وہ مجھے بھی کچھ دیتے جسے میں کھا لیتا وگرنہ ویسے ہی دن رات بسر کرنا پڑتے تھے۔''

''جتنے بھی وہاں قیدی تھے خواہ وہ ترکی ہوں یا ایرانی سبھی یہ کان میں ڈالتے تھے کہ تم اپنے آپ کو انگریزی رعایا ہونے سے انکار کر دو۔ کیونکہ روسی گورنمنٹ کے تعلقات برطانیہ سے بہت کشیدہ ہیں اور وہ انگریزی رعایا کو بری اور شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

لیکن چونکہ میرا پیارا مذہب جھوٹ بولنے سے منع کرتا ہے اس لئے میں نے ان کے اس مشورہ کو قبول نہ کیا۔ حالانکہ اگر میں ایسا کہہ دیتا تو ممکن تھا قید سے رہائی مل جاتی۔ مگر احمدی کس طرح کذب بیانی سے کام لے سکتا ہے؟ پس میں ان کے مشورہ کو تو سن کر خاموش ہی رہتا مگر اپنے مولیٰ کریم کے حضور گڑگڑاتا اور دعا کرتا کہ اے اللہ پاک! اس وقت تو ہی میری دستگیری فرما۔''

''حسب عادت رات کو تہجد کے لئے اٹھتا تھا۔ صبح کے وقت نماز کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کرتا اور سورج طلوع ہونے کے بعد دو نفل ادا کرتا اور اللہ کریم سے ہی اپنی حفاظت اور بچاؤ کی دعا مانگتا۔''

ارتھک سے اشک آباد لے گئے۔ تقریباً 2 گھنٹے کا ریل گاڑی کا سفر تھا۔ مجھ کو خیال آیا کہ اس عرصہ میں ان کتب سے کچھ فائدہ اٹھانا چاہئے۔ چنانچہ فوراً درثمین اردو جو میرے پاس تھی لی اور کچھ اشعار فرمودہ حضرت مسیح موعود یاد کرنے شروع کر دیئے۔''

''قید خانہ پہنچنے سے پہلے ہم بازار سے گزر

رہے تھے تو میں نے دور سے ایک دکان میں تازہ روٹی پکتی دیکھی، میں نے دل میں کہا کہ اب یہ روٹی مجھ کو کہاں مل سکتی ہے؟ فوراً میرے ساتھی نے سپاہی کو کچھ پیسے دے کر روٹی منگوائی اور اس نے اسی وقت مجھ کو بھی کچھ حصہ دے دیا۔ میں خدا تعالیٰ کے اس احسان کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔

''بتقاضائے بشریت کے تحت میری طبیعت غمگین ہوتی تو میں وضو کر کے خدا تعالیٰ کے حضور اپنا غم دور کر لیتا اور خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ سلوک تھا کہ مجھ کو جب بھی کبھی زیادہ غم لاحق ہوتا وہ میری دستگیری فرماتا اور خوابوں میں تسلی دیتا۔ کئی بار ایسا ہوا۔''

''ایک دفعہ خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو دیکھا وہ فرما رہے ہیں کہ تم کو یہاں قید خانہ میں سونے کے لئے تو نہیں بھیجا تھا، بلکہ دعوت الی اللہ کے لئے بھیجا تھا۔ نیند کھلی تو سخت پریشان تھا۔ اس وقت دل میں کہا کہ آئندہ ہمہ وقت دعوت الی اللہ میں گزاروں گا جیل میں ایک روسی بھی تھا اس سے روسی زبان سیکھنی شروع کر دی باقی قیدیوں نے منع بھی کیا کہ روسی حکام کو زیادہ شک گزرے گا کہ یہ واقعی انگریز جاسوس ہے، کیونکہ روسی سیکھ رہا ہے لیکن میں نے پرواہ نہ کی اور کافی حد تک روسی زبان سیکھ لی۔''

''نہانے وغیرہ پر پابندی تھی کپڑے جو ارتھک سٹیشن پر پہن کر گیا تھا اب تک وہی زیب تن تھے تقریباً گل چکے تھے۔''

''ایک روز مغرب کے وقت پتہ چلا کہ کل صبح تاشقند روانگی ہے۔..... راستے میں روسی افسر جو میرے ساتھ تھا وہ جگہوں کے نام کھانوں کے نام جانوروں کے نام دریاؤں جنگلوں اور قصبات کے نام بتاتا تھا..... اس روسی افسر نے بہت سے سوالات ہندوستان کے متعلق بھی مجھ سے کئے۔''

''تاشقند میں تقریباً 30 کے قریب زیادہ تر نوجوان عورتیں یہاں قیدیوں میں شامل تھیں۔ ان کو کھانا وغیرہ عام قیدیوں جیسا نہ ملتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب کی سب سیاسی قیدی تھیں اور کھانا ان کو اعلیٰ قسم کا ملتا تھا..... مجھے یہ ساری باتیں کس طرح معلوم ہوئیں وہ یوں کہ روزانہ ہی ان سے ایک دو عورتیں میرے لئے بھی اپنے کھانے سے بچا کر لے آتی تھیں۔ وہ حیرت سے مجھے دیکھتی تھیں کہ عام قیدی تو دیدے پھاڑ کر ان کو گھورتے تھے۔ لیکن یہ اجنبی لڑکا (یعنی میں) ان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھتا بھی نہ تھا۔ غضِ بصر (۔) کی تعلیم ہے میں اس پر پورا پورا عمل کرتا تھا۔''

''تاشقند میں بھی روسی زبان سیکھنے کا عمل جاری رہا۔ ساتھ ساتھ قرآن شریف کے بعض حصے بھی حفظ کرتا رہتا تھا۔ بعض مسلمان اور آرمینین قوم کے لوگ میرے ساتھ یہاں قید میں تھے۔ ان میں سے اکثر لوگ میرے انتہاء درجہ کے گرویدہ ہو چکے تھے۔ بعض ان میں سے یہ سمجھتے تھے کہ یہ کوئی ولی یا سینٹ ہے، جس کو روسیوں نے بلاوجہ قید کیا ہے۔''

''روزانہ رات کو پیشی ہوتی اور سوال وجواب کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا۔''

''دن کو تو آرام کا موقع نہ ملتا، قیدیوں کو مختلف کام کرنے پڑتے تھے اور سارا دن یونہی گزر جاتا تھا۔ رات کو آرام کرنے کا تھوڑا بہت موقع جو ملتا تھا وہ مجھے میسر نہیں تھا۔ بعض دفعہ ساری ساری رات جگائے رکھتے۔ ان کی کوشش یہی تھی کہ کسی طرح ان تکلیفوں سے تنگ آ کر اقرار کر لوں کہ میں انگریزی جاسوس ہوں۔''

''انہی دنوں ایک واقعہ جیل میں ایسا ہوا کہ میری شخصیت عام قیدیوں کے مقابل میں بالکل نکھر کر سامنے آ گئی..... جیل میں بہت بڑے پیمانہ پر قیدیوں نے احتجاج کیا بھوک ہڑتال کی۔ درخواست لکھی۔ باقی سب نے دستخط کئے۔ میں نے نہ کئے۔ روسی افسران کو میرے اس فعل پر تعجب ہوا کہ یہ کوئی عام ملا نہیں ہیں بلکہ بڑا عالم اور صحت مند عقائد کا حامل ہے۔ پوچھنے پر بتایا کہ قرآن ہمیں جائز مطالبات منوانے کے لئے ناجائز طریق استعمال کرنے سے منع کرتا ہے۔ احتجاج قانون کی خلاف ورزی ہے۔ ہاں شکایات حکومت کو بتانی چاہئیں اور حکومت کو چاہئے کہ ان کا ازالہ کرے۔ حبس بے جا ختم کیا جائے اور قیدیوں کو عدالت میں پیش کیا جائے۔

میں نے ایک علیحدہ درخواست دی تھی کہ روسی حکومت کا ایک قانون ہے اس کے مطابق قیدیوں سے سلوک کرنا چاہئے۔ قیدیوں کو عدالتوں تک رسائی ہونی چاہئے۔ یونہی پکڑ کر جیل میں نہیں ڈالنا چاہئے کیونکہ یہ تو جنگل کا قانون ہے۔

اس جیل سے قیدی دوسری جیلوں میں بانٹ دیئے گئے۔ وہاں میری بہت سے مسلمان قیدیوں سے ملاقات ہوئی۔ ''یہ لوگ سب کے سب مجھ سے مانوس ہو گئے بلکہ انہوں نے مجھے اپنا امام بھی منتخب کر لیا..... روس میں ابتدائی احمدی انہی لوگوں میں سے ہوئے ان کے ایمان اور محبت کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ یہ لوگ ان دیکھے میں ایمان لے آئے ہیں اگر دیکھا تو صرف ایک غیر معروف سے احمدی (مربی) کو۔''

''تاشقند جیل میں ایک طبقہ امراء سے ایک شخص عبداللہ آیا۔ مذہبی علوم پر کافی دسترس تھی۔ اس نے احمدیت قبول کر لی جس کے باعث قیدیوں کی ایک بڑی تعداد نے بھی احمدیت قبول کر لی..... جو قیدی تھے وہ جرموں میں نہ آئے تھے بلکہ روسی حکومت اپنا دبدبہ قائم رکھنے کے لئے معمولی معمولی باتوں پر لوگوں کو پکڑ لیتی تھی اور جیل میں بند کر دیتی تھی لیکن قید کا عرصہ عموماً مختصر ہوتا تھا اور لوگ آتے جاتے رہتے تھے۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس قسم کی ایک بڑی جماعت نے احمدیت قبول کر لی اور جیسے جیسے وہ چھوٹتے گئے شہر میں ایک معقول تعداد میں جماعت بن گئی۔

...... جو لوگ احمدی ہوئے سوچ سمجھ کر ہوئے تھے اور اکثر ان میں پڑھے لکھے اور زیرک لوگ تھے کہ وہ جب ایک دفعہ کوئی بات سمجھ لیں تو پھر اس سے ہٹتے نہیں..... مذہبی تعصب بہت کم تھا..... (جو احمدی ہوئے) بعض لوگ تو ایمان میں اس حد تک ترقی کر گئے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا نام سنتے ہی ان کی آنکھوں سے محبت اور عقیدت کے آنسو بہنے لگتے تھے وہ رات کے اوقات میں میرے پاس بیٹھے رہتے تھے اور حضرت اقدس کے ساتھ جو سلوک ان کی قوم نے کیا وہ سنتے تو بعض ان سے زار وقطار روتے اور اپنی نیم شبی دعاؤں میں سلسلہ حقہ کے لئے وہ کچھ مانگتے جو اللہ ان کے دلوں میں ڈالتا تھا۔''

عبداللہ خان نے بیعت کی تو شور سا مچ گیا۔ اور روسی حکام نے دو مقامی ملاؤں کو جیل میں بھیجا تاکہ عبداللہ خاں کو دوبارہ ''راہ راست'' پر لایا جائے..... عبداللہ خاں پر ان کی باتوں کا اثر نہ ہوا..... روسیوں کو بذات خود تو اس سے کوئی دلچسپی نہ تھی کہ کوئی مقامی مالدار ذی وجاہت شخص احمدی ہو جائے، لیکن ان کو اس بات کی فکر ضرور تھی کہ اگر بڑے بڑے لوگ احمدی ہونا شروع ہو گئے تو پھر اس نوجوان کا کیا بنے گا۔ (یعنی میرا)۔

روسی حکومت نے ایک بڑے عالم اور مقتدر طبقہ سے تعلق رکھنے والے شخص عبدالقادر کو جیل کے اندر یہ کام کرنے کے لئے بھیجا۔ رہا تو وہ بھی ناکام مگر اس نے روسی حکومت کو بتایا کہ اس کے (۔) عبادات کی وجہ سے لوگ اس کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں اور عنقریب ایک بڑی جماعت اس کے ساتھ ہو جائے گی۔ جس سے روسی حکام خوف زدہ ہوئے اور سوچنے لگے اس نوجوان کا جلد فیصلہ کرنا چاہئے۔

روسی حکومت کی سوچ اس لائن پر تھی کہ یہ شخص اتنا بڑا عالم دین ہے، اس کو کیا ضرورت تھی کہ ایک معمولی ریلوے سٹیشن سے بغیر پاسپورٹ کے اس علاقہ میں داخل ہو جائے۔

(اصل بات یہ تھی کہ) مجھے ایران کافی دن ٹھہرنا پڑا۔ وہاں کے حالات 1924ء میں ایسے تھے کہ کسی ہندوستانی کو روسی ویزہ ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔ انگریزی حکومت سے روسی انقلابی حکومت کے تعلقات حد درجہ خراب تھے۔ خاص طور پر اس وجہ سے بھی کہ جب میں نے اپنے سفر روس کی وجہ یہ بتائی کہ احمدیت کا پیغام روسی علاقوں میں پہنچانا ہے تو بھلا پرمٹ مجھے کیوں دینے لگے تھے۔ جب میں نے ایرانی روسی چیک پوسٹ عبور کی تو کسی نے کوئی لمبے چوڑے سوالات نہ پوچھے۔ ویسے بھی ان دنوں حالات اس قسم کے تھے کہ پاسپورٹ وغیرہ کی پابندیاں محض برائے نام ہی تھیں۔ لوگ یونہی آتے جاتے تھے۔ اور کوئی پوچھ گچھ نہ تھی۔

تاشقند آمد پر ابتداء تو کافی ساز گار تھی۔ کئی لوگوں نے بیعت کی لیکن آہستہ آہستہ سختی ہونا بھی شروع ہو گئی۔ پہلے ساری ساری رات جگائے رکھتے اور سوال کرتے رہتے پھر ایک باقاعدہ بورڈ آف آفیسرز تشکیل دیا گیا۔ وہاں سوالات ہونے لگے۔ میرے پاس حضور کی ایک چھوٹی سی کتاب تھی ''احمدی اور غیر احمدی میں فرق'' میں نے اس کتاب کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا ہوا تھا۔ یہ کتاب بار بار پیش ہوتی رہی اعلیٰ روسی افسر کو مترجم نے جب روسی زبان میں دس شرائط بیعت کا ترجمہ پڑھ کر سنایا تو اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اس نے نہایت تعظیم کے ساتھ بار بار اس کتاب کو ہاتھ میں لیا اور مترجم کی زبانی اپنی نوٹ بک میں بہت سی باتیں اپنی کتاب سے نقل کیں۔ پہلے مذہب پر بحث ہوتی رہی کچھ دنوں بعد سیاست موضوع بن گیا۔ یہ سوال وجواب کا سلسلہ تین چار ماہ تک جاری رہا.....

شروع میں جو عیسائی مترجم تھا، وہ یہ لمبی چوڑی بحثیں سن کر احمدیت قبول کر چکا تھا۔

حالات بدلنے لگے۔ جیل کا کھانا تو ویسے ہی واجبی سا ہوتا ہے لیکن ملتا تو رہتا ہے مگر حالت یہ ہو گئی تھی کہ کسی کو یاد رہتا کہ اس قیدی کو بھی کھانا ملنا چاہئے تو کچھ نہ کچھ مل جاتا، لیکن اگر وارڈن صاحب کی طبیعت خراب ہوتی تو کئی کئی اوقات کا کھانا ہی نہ ملتا تھا لیکن اب تو حالات اور بھی بگڑ چکے تھے۔

(دراصل وہ لوگ کسی طرح سے یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ میں انگریز حکومت کا جاسوس ہوں) میرے خلاف جو عقوبت پسندی کا ہتھیار استعمال کیا گیا، وہ صرف یہی نہیں تھا کہ روزانہ یا ایک آدھ دن کے وقفے کے بعد ماریں پڑتی تھیں، بلکہ شدید ترین اور سب سے زیادہ اذیت ناک سزا قید تنہائی کی تھی۔ ایک اندھیری کوٹھری میں جس میں روشنی کی مدھم سی شعاع تک نہ آ سکتی تھی اس میں ایک ایک ہفتہ، بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ عرصہ تنہا گزارنا پڑتا تھا۔ کیڑے مکوڑے اور چوہے وغیرہ تو یہاں عام تھے......

جب سزائے موت سنانے کے لئے مکمل شہادت دستیاب نہ ہو سکی تو جیل والوں نے جعل سازیوں پر کمر باندھ لی۔ جعلی اقبالی بیانات لکھ کر میرے سیل میں رات کو پھینک دیتے تھے اور دوسرے دن صبح سویرے خود ہی وہ کاغذ اٹھا کر شور مچانے لگتے کہ ملزم نے اقبالی بیان دے دیا ہے لیکن جب تفتیشی افسر کے سامنے پیشی ہوتی تو جھوٹ اور جعل سازی فوراً کھل کر سامنے آ جاتی ...... اب دسمبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا...... تاشقند

میں موسم انتہا درجہ کا سخت ہوتا ہے جیل میں گرمائش وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں تھا۔اس پر طرہ یہ کہ خاکسار کو ننگے فرش پر لٹا کر مارا پیٹا جاتا تھا اور پھر ساری ساری رات یونہی گزر جاتی۔کوئی پرسان حال نہیں تھا، زخموں سے خون بہہ رہا ہوتا تھا۔جسم میں اتنی سکت بھی نہ ہوتی کہ ہاتھ پاؤں بھی ہلا سکوں۔سردی کا یہ عالم تھا کہ خدا کی پناہ......جو سردی کا عذاب دیا جاتا وہ قابل برداشت تھا نہ اس کی شدت کا الفاظ میں اظہار ممکن ہے۔

جب دن چڑھتا تو سپاہی آ جاتے۔میں نیم مردہ فرش پر پڑا ہوتا وہی اٹھا کر لے جاتے گرم پانی دیتے اور کچھ پلاتے بھی تھے۔تھوڑا بہت کھانے کو بھی دیتے تھے جس سے جسم کی حرارت تھوڑی بہت عود کر آتی۔

میرے بدن کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں ایک آدھ زخم کا نشان موجود نہ ہو۔

ایک رات ایسا ہوا کہ چھ سات سپاہی میرے چھوٹے سے کمرے میں گھس آئے۔مار پیٹ تو ان کا ہمیشہ کا شیوہ تھا ہی لیکن آج جس انداز سے وہ مجھ پر جھپٹے اس کی مثال پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ چند لمحوں بعد میں نیم بیہوشی کی حالت میں فرش پر گر پڑا۔آج یہیں پر بس نہیں ہوئی، بلکہ میرے دونوں بازوؤں کو مروڑ کر پیٹھ کے پیچھے اس سختی کے ساتھ رسیوں سے باندھا گیا کہ نیم بیہوشی میں بھی چیخ نکل گئی...... مجھے ایک تختے پر ڈال کر اس زور سے رسیاں کسیں کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گوشت کے اندر گھس گئی ہیں۔اور اس وقت تک نہ چھوڑا کہ جب تک میں درد کی شدت سے بالکل بیہوش نہ ہو گیا......سردی کی شدت سے چہرے پر برف کی تہہ آہستہ آہستہ بیٹھ رہی تھی۔بعد میں جب ہسپتال لے گئے تو پیٹھ پر تیزابی مادے میں کئی گھنٹے بھیگے رہنے کی وجہ سے بڑے بڑے چٹاخ اور زخم بن چکے تھے۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع) نے بچپن اور آغاز جوانی میں کئی مرتبہ میری پیٹھ پر وہ زخم دیکھے، تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ جاتی تھیں۔

''یہ زخم میری پیٹھ پر ہمیشہ کے لئے میری مظلومیت کے نشان کی صورت میں ثبت ہو گئے۔ صبح سپاہی مجھے دیکھنے آئے تو پہلے تو یہی سمجھے کہ میں مر چکا ہوں بہرحال جب رسیاں وغیرہ کھولیں تو انگ انگ سے خون رس رہا تھا اس اثنا میں مجھے ایک روسی افسر کے سامنے پیش کیا گیا۔اس نے جب میری نازک حالت دیکھی تو پوچھا کہ یہ ظلم تم پر کس نے کیا ہے؟ میں نے اس کو گذشتہ رات کی داستان سنائی اور ساتھ ہی درخواست کی کہ میرے ساتھ انسانوں والا سلوک کیا جائے میں نے کوئی جرم نہیں کیا، اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچار کوئی ظلم تو نہیں۔یہ تو عقیدے کی بات ہے کہ سختی یا جبر نہیں ہے۔اگر انگریزی حکومت اور روسی سرکار کے تعلقات خراب ہیں تو ایک غریب اور کمزور انسان پر ظلم کر کے ان دونوں حکومتوں کو کیا مل جائے گا ......اس وقت تو وہ روسی افسر خاموش رہا اور کچھ نہ بولا لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد میرے کمرہ کے باہر ایک ایمبولینس آ گئی اور مجھے ہسپتال لے گئی۔ہر قوم میں شریف لوگ بھی ہوئے۔میں ہسپتال بھیجا گیا تو اس روسی افسر کی سفارش پر جس سے میں نے شکایت کی تھی۔ہسپتال میں میں نے دو ماہ گزارے ہر طرح کا آرام اور آسائش مجھے حاصل تھی۔درحقیقت یہ صبر کا ثمرہ تھا جو میرے رب نے مجھے دیا۔مجھے (دوبارہ جیل) رخصت کر دیا گیا......

جیل والوں نے مجھے سؤر کا گوشت کھلانے کی بھی کوشش کی۔لیکن جیل سٹاف میں میرے کچھ ہمدرد بھی تھے۔انہوں نے مجھے بتا دیا۔اس کے بعد میں نے سالن وغیرہ کھانا بالکل چھوڑ دیا۔آدھی ڈبل روٹی جو پانی کے ساتھ روزانہ ملتی تھی وہ پانی کے ساتھ نگل لیتا تھا اس سے زندگی قائم رہی۔''

(جیل وارڈن تبدیل ہوا۔نیا وارڈن عیسائی تھا۔ایک دن اس سے بات ہونے لگی تو کہنے لگا) تم کیوں نہیں اپنے خدا سے مدد مانگتے اور کیوں نہیں اس کو کہتے کہ قادیان میں تمہارے خلیفہ کو اس بارے میں خبر کرے تا تمہاری کچھ حکومتی سطح پر مدد ہو سکے۔میں نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے خواب میں بتایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو تمہارے بارے میں اطلاع ہو چکی ہے اور وہ تمہاری رہائی کے بارے میں پوری کوشش کر رہے ہیں۔جیل سپرنٹنڈنٹ نے یہ سنا تو اپنی کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا اور مجھ سے یہ پوچھا کہ تمہیں یہ ساری باتیں کیسے معلوم ہو گئیں؟ میں نے کہا ہمارا خدا عالم الغیب خدا ہے اس نے یہ ساری باتیں خواب کے ذریعہ مجھے بتائی ہیں۔

باتوں باتوں میں جب میں نے اس کو بتایا کہ ہمارے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے جنگ عظیم سے 10 سال پہلے پیش گوئی کر دی تھی اور یہ بھی بتایا کہ زار روس کو بھی بہت بڑی ذلت پہنچے گی۔یہ بات سن کر اس کا رنگ زرد ہو گیا اور کرسی سے اٹھ کر کہنے لگا تمہارے پاس اس کا کوئی قطعی ثبوت ہے تو پیش کرو۔

میں نے کہا ثبوت تو موجود ہے اور یہیں تاشقند میں موجود ہے۔میری کتابیں جو آپ نے ضبط کی ہیں ان میں ایک کتاب ہے ''براہین احمدیہ حصہ پنجم'' یہ کتاب 1905ء میں چھپی تھی یہ کتاب ابھی آپ منگوا دیں میں اس میں سے زار روس کے متعلق پیشگوئی ابھی آپ کو نکال کر دکھا دوں گا۔یہ جواب سن کر سپرنٹنڈنٹ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔کچھ دیر تک وہ بالکل خاموش رہا۔پھر کہنے لگا کہ تم اب اپنے کمرے میں جا سکتے ہو۔اور جہاں تک میرا تعلق ہے آئندہ نہ تم کو کوئی مارے گا اور نہ کوئی تکلیف تمہیں دی جائے گی۔روسی مختلف لوگوں کو میرے پاس کھوج لگانے کے لئے بھیجتے رہتے تھے اسی اثنا میں تاشقند کا ایک بڑا دینی عالم جیل میں آیا۔وہ کچھ عرصہ تو خاموشی سے مجھے دیکھتا رہا۔لیکن تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ ایک دن میرے پاس آیا اور کہا کہ میں بہت دنوں سے آپ کی شخصیت کا مطالعہ کر رہا ہوں۔آپ کی باتیں سنتا رہا ہوں۔مجھے اب یقین ہو گیا ہے کہ احمدیت سچائی پر مبنی ہے لہٰذا میں بھی بیعت کرنی چاہتا ہوں......

ارتھک، اشک آباد اور تاشقند میں تقریباً 9 ماہ گزارنے کے بعد مجھے ماسکو جانے کا حکم ملا۔ تاشقند میں انہوں نے جو میری درگت بنائی تھی، وہ یہاں (ماسکو) بھی شروع ہو گئی۔روزانہ پٹائی اور ساری ساری رات جگائے رکھنا معمول بن گیا......تاشقند میں مہینہ میں ایک آدھ مرتبہ کپڑے وغیرہ تبدیل کرنے کی اجازت بھی مل جاتی تھی۔نہانا تو وہاں ایک قسم کا تعیش کا آئٹم تھا۔لیکن سر کے بال منڈوانے یا ناخن وغیرہ کاٹنے پر کوئی پابندی نہ تھی۔ماسکو میں ورود ہوا تو مار پیٹ دوبارہ شروع ہو گئی۔کپڑے بدلنے کی مکمل ممانعت۔بال اور ناخن کٹوانے پر بھی قدغن تھی۔ لکھنے میں یہ باتیں معمولی معلوم ہوتی ہیں......

ایک قیدی نے مجھے مقامی روسی اخبار کا ایک صفحہ دکھایا جس میں جلی عنوان سے یہ خبر درج تھی کہ ماسکو جیل میں آج کل ایک انڈین مولوی آیا ہے، وہ لوگوں کو بہکا رہا ہے اور بہت سے لوگوں کو خدا کی ہستی کا قائل کر لیا ہے۔اخبار مذکور نے حکومت کو توجہ دلائی تھی کہ اس پاگل پن کا فوری طور پر خاتمہ ہونا چاہئے۔

جوں جوں ماسکو میں عرصہ حیات مجھ پر تنگ ہوتا گیا، اللہ تعالیٰ کی عنایات اسی نسبت سے مجھ پر زیادہ نازل ہونے لگیں۔شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا تھا کہ خواب میں مجھے تسلی نہ دی جاتی ہو۔میں روزانہ دعائیں مانگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس شدید سردی میں زندگی آسان بنا دے چندروز ہی گزرے تھے کہ جیل سپرنٹنڈنٹ نے مجھے بلایا اور کہا تمہاری کمزور حالت سے ہم بے خبر نہیں ہیں۔ہمیں معلوم ہے کہ تمہاری صحت خراب ہے اور زیادہ دیر تک تم یہاں کی سردی برداشت نہیں کر سکتے اس لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں کچھ عرصہ کے لئے ہسپتال بھیج دیا جائے چنانچہ دو روز بعد مجھے ہسپتال بھیج دیا گیا۔تھوڑے دنوں میں صحت ٹھیک ہو گئی۔ہسپتال میں چند ماہ نہایت امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ میں گزار کر جب واپس جیل خانہ میں آیا، تو مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ میری رہائی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

ایک دن صبح کے وقت جبکہ سورج ابھی نکلا ہی تھا کہ میرے کمرے کا دروازہ کھلا اور وارڈن اندر داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔اس نے میرا نام پکارا اور اعلان کیا کہ تمہاری رہائی کا حکم ہو گیا ہے۔اس اعلان کے ساتھ ہی 50 روبل دیئے اور کہا کہ اپنی ضرورت کی چیزیں خرید لو۔

ماسکو سے بذریعہ ٹرین باکو لے گئے یہاں چندروز کے لئے جہاز کا انتظار تھا۔ایک دن میں نے کیمپ کمانڈنٹ سے ملاقات کی اور اس سے درخواست کی کہ مجھے کھلے بندوں دو تین دن کے لئے باکو میں اشاعت احمدیت کی اجازت دی جائے، کیونکہ اب تو جاسوسی کا الزام ختم ہو چکا تھا اور میں چاہتا تھا کہ روسی سرزمین چھوڑنے سے پہلے خواہ ایک مختصر عرصہ کے لئے ہی سہی مجھے برسرعام دعوت الی اللہ کرنے کی اجازت دی جائے۔کیمپ کمانڈنٹ کو ذاتی طور پر کوئی اعتراض نہ تھا لیکن وہ کہتا تھا کہ اس کے لئے ماسکو سے پوچھنا پڑے گا۔جس میں دیر کا امکان ہے۔میں نے معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کیا چندروز بعد روسی بحری جہاز کے ذریعہ ایرانی بندرگاہ ہنزالی پہنچا۔ وہاں برٹش کونسل ہنزالی گیا انہوں نے تہران بھجوایا وہاں انگریزی سفیر سے ملاقات کی۔ان کی ہدایت پر بغداد گیا اور وہاں سے براستہ بصرہ تقریباً ایک ہفتہ بعد کراچی پہنچا۔

1926ء کا موسم خزاں تھا جب صبح کے وقت میں قادیان پہنچا۔صدر انجمن احمدیہ نے اس دن عام تعطیل کا اعلان کیا تھا۔اسی دن بعد نماز ظہر حضرت مصلح موعود سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

(خدا کی محبت میں خاک وخون میں مل جانے کی کیا ہی اچھی رسم ڈال دی ہے۔خدا ان پاک باز عاشقوں پر رحم فرمائے)

10 مارچ 1944ء کو لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے پیشگوئی مصلح موعود کے پورے ہونے اور دعویٰ مصلح موعود کا اعلان فرمایا۔

اس موقع پر حضرت مصلح موعود نے فرمایا:

''اب ہماری جماعت کے وہ (۔) جو اس وقت یہاں موجود ہیں آپ لوگوں کو بتائیں گے کہ کس طرح میرے زمانہ میں (۔) کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچا۔'' اس پر مربیان سلسلہ نے اپنے واقعات بیان کئے ان مربیان میں مولوی ظہور حسین صاحب بھی تھے۔اس کے بعد حضور نے دوبارہ سلسلہ تقریر جاری فرمایا اور اس دوران بڑے پُرشوکت الفاظ میں فرمایا:

''یہی مولوی ظہور حسین صاحب جنہوں نے ابھی روس کے حالات بیان کئے ہیں۔جب انہوں نے مولوی فاضل پاس کیا تو اس وقت لڑکے ہی تھے۔میں نے ان سے کہا کیا تم روس جاؤ گے۔انہوں نے کہا میں جانے کے لئے تیار ہوں۔میں نے کہا جاؤ گے تو پاسپورٹ نہیں ملے گا۔کہنے لگے بے شک نہ ملے میں بغیر پاسپورٹ کے ہی اس ملک میں (دعوت الی اللہ) کے لئے جاؤں گا۔آخر وہ گئے اور دو سال جیل میں رہ کر انہوں نے بتا دیا کہ خدا نے کیسے کام کرنے والے وجود مجھے دیئے ہیں۔خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں،خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں،میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں،میں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے تنوروں میں کود کر دکھا دیں۔اگر خودکشی حرام نہ ہوتی،اگر خود کشی (۔) میں ناجائز نہ ہوتی تو میں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سو آدمیوں کو میں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتے۔''

(الفضل 18 فروری 1958ء)

مولوی صاحب کی واپسی پر ''کشمیری اخبار'' لاہور نے ''ایک احمدی کا قابل تقلید مذہبی جوش'' کے عنوان سے لکھا:

''مولوی ظہور حسین مربی احمدیت جو دو سال سے بالکل لاپتہ تھے پھر ہندوستان واپس آ گئے ہیں اس دوران میں آپ کو بہت سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

وہ اپنے ایک خط میں بیان کرتے ہیں کہ انہیں بغیر پاسپورٹ کے بے کسی اور بے بسی کی حالت میں مشہد سے بخارا کی طرف جانا پڑا اور وہ بھی دسمبر کے مہینہ میں جبکہ راستہ برف سے سفید ہو رہا تھا۔راستے میں روسیوں کے ہاتھ پکڑے گئے۔جہاں آپ پر مختلف مظالم توڑے گئے۔قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔بے رحمی سے مارا گیا۔تاریک کمروں میں رکھا گیا۔کئی کئی دن سؤر کا گوشت کھانے کے لئے ان کے سامنے رکھا گیا۔لیکن وہ سرفروش عقیدت جاہ و استقلال پر برابر قائم رہا۔وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ کوئی شخص جو قید خانہ میں انہیں دیکھنے آیا ان کی تعلیمات کی بدولت احمدی ہوئے بغیر باہر نہ نکلا۔اس طرح تقریباً 40 اشخاص احمدی ہو گئے۔

(اخبار کشمیری مورخہ 21 اکتوبر 1926ء۔بحوالہ الفضل 30 نومبر 1926ء تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 457)

احمدیوں کی قربانیاں اور صبر و رضا کے نظارے

ع۔عارف

گولیوں کی بوچھاڑ میں بھی احمدی درود شریف اور دعاؤں میں مصروف اطاعت کے پتلے بنے رہے

اپنے سائے سے ڈر رہے ہیں لوگ
جی رہے ہیں نہ مر رہے ہیں لوگ

انسانی خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ہر انسان غیر محفوظ ہے لیکن ایک جماعت ایک مذہبی گروہ کے لوگ کیا ہیں؟ کیسے ہیں؟ کون ہیں۔یہ کوئی اور مخلوق ہیں۔جنہوں نے کبھی بھی حدود سے تجاوز نہیں کیا! جنہوں نے اپنے حقوق کے لئے کبھی بینرز اٹھا کر جلوس نہیں نکالے۔جنہوں نے کبھی ہڑتالیں نہیں کیں؟ جنہوں نے کبھی سڑکوں پر ٹائر جلا کر راستے اور ہوا گندی نہیں کی یہ پُرامن یہ لوگ خدا سے مضبوط تعلق رکھنے والے لوگ جو اپنا ہر مقدمہ اپنے پر کی ہوئی ہر زیادتی اور اپنے حقوق سلب کئے جانے کے بعد بھی خدا کے حضور ہی جھکتے اور اسی سے مدد کے طالب ہیں۔

سانحہ لاہور کے ذکر سے جس سے ہر آنکھ پُرنم ہو جاتی ہے کہ ایسے پرامن انسانوں پر جب وہ خدا کے حضور عبادت کے لئے بیوت الذکر میں اکٹھے تھے۔وہ سب لوگ اپنے غسل کر کے اپنے صاف لباسوں کی طرح صاف ستھرے دلوں کے ساتھ خدا کے گھروں میں پہنچے۔ان پر ایسا ظلم کیا گیا کہ جسے کبھی تاریخ معاف نہ کرے گی۔یہ سانحہ نیا باب رقم کرے گا۔سیاہی سے نہیں قربانیوں کے لہو سے۔اتنا ظلم اتنی بربریت جس کے تصور سے روح کانپ اٹھے کہ وحشی درندے جنہوں نے ہزاروں گھروں کے چراغ گل کر دیے۔بہنوں کے بھائی جدا کر دیے۔بچوں کے سر پر یتیمی کے تاج سجا دیے۔سرتاجوں کو خون سے رنگین کر کے ان کے آنگن سونے کر دیے۔بوڑھے والدین کے ہاتھوں سے ان سہاروں کو چھین لیا جن کے سہارے انہوں نے قبروں میں اترنا تھا۔

مگر ہم کون! ہم واقعی خدائی جماعت کے افراد جن پر خدا کی خاص عنایت ہے۔جن کو خدا نے کیسی مضبوط رسی سے آپس میں ایک کر دیا ہے۔

دو بیوت الذکر میں ایک وقت ایک انداز سے انسانوں کے خون کی ہولی کھیلی گئی۔دونوں بیوت الذکر میں کوئی اپنی جان بچانے کے لئے نہیں بھاگا۔کسی نے چیخ و پکار نہیں کی کسی نے کسی کو دھکا نہیں دیا کوئی ایک دوسرے کے اوپر سے پھلانگتا ہوا نہیں بھاگا۔گولیوں کی بوچھاڑ میں درود شریف۔دبی دبی سسکیوں اور قرآنی دعاؤں کے ورد کی ملی جلی آوازیں تھیں۔اطاعت کا وہ نمونہ کہ جو امام اور امیر نے کہا لیٹ جاؤ! سب لیٹ گئے۔ایک دوسری جگہ منتقل ہو جاؤ آہستہ آہستہ اپنے زخموں کو سنبھالتے ایک دوسرے کو سہارا دیتے دوسری جگہ گئے۔بیوت الذکر کے جائے نماز خون سے تر بتر ہو گئے۔کوئی امداد کا سامان نہیں کوئی شہری زندگی بچانے والا نہیں پہنچا۔ہم ہی زخمیوں کو اٹھا رہے ہیں۔ہم ہی انہیں ہسپتالوں میں پہنچا رہے ہم ہی انہیں پانی پلا رہے ہیں۔پانی سر پر لینے والی ٹوپیوں میں چند قطرے زخمی یا راہ مولیٰ میں قربان ہونے والے تک پہنچ جاتے ہیں۔وہ اشارہ کرتا ہے دوسرے کو دو۔پانی وہاں پہنچا اس نے آگے پہنچانے کا کہا اور یوں تاریخ رقم ہوئی۔خشک ہونٹوں پر کلمہ شہادت،درود شریف اور دعاؤں کا ورد ہے۔ہسپتالوں میں زخمی لائے گئے تو ساتھ ہی بچنے والے لوگ خون دینے پہنچ گئے۔ہر ہسپتال میں آنے والے زخمیوں کے ناموں کی فہرستیں مرتب ہو گئیں۔ہر ہسپتال میں پہنچنے والے راہ مولیٰ میں قربان ہونے والوں کی فہرستیں لگ گئیں۔بچانے والے بھاگ دوڑ میں کسی کو گالی گلوچ نہیں بلکہ دعائیں کر رہے ہیں۔

راہ مولیٰ میں قربان ہونے والوں کے ورثاء اطلاع ملنے پر سجدہ شکر میں گر گئے۔ہمارے بہادروں نے سینوں پر گولیاں کھائیں اپنے خدا کے حضور جانے سے قبل اپنے خون میں نہا گئے۔ورثا ایک دوسرے کو دلاسہ دے رہے ہیں سینوں سے لگا رہے ہیں۔شکر خدا کا کہ ہمیں یہ بلند اعزاز ملا۔جو سب سے اعلیٰ مقام ہے اور نصیب والوں کو ملا کرتا ہے۔ہم لوگ اپنے زخمی دلوں اور زخمی جسموں سے قربان ہونے والوں کے ورثاء کو دلاسہ دینے جا رہے ہیں۔ہمارے زخمیوں کے آپریشن ہو رہے ہیں انتہائی تکلیف میں ہیں اور ہم دوسروں کی تکلیف بٹانے جا رہے ہیں۔ایک کا غم اس کا نہیں بلکہ یہ اجتماعی غم ہے،یہ اجتماعی درد ہے اور اجتماعی صدمہ ہے۔صدمہ کے بد اثرات سے ایک دوسرے کو بچانے کے لئے پورا شہر لاہور جاگ اٹھا۔لاہور کے ہر احمدی گھرانے میں جذبہ خدمت،جذبہ اطاعت اور جذبہ عبادت عروج پر پہنچ گیا۔

صبر جمیل کے عملی نمونے دیکھے۔دل ٹکڑے ٹکڑے ہے لخت جگر،ماں کے جسم کا حصہ نور و خون میں نہایا ہوا اپنے خاندان کو اعزاز دے گیا۔بہنوں کا مان اور بڑھا گیا۔بیوی کو ایک میڈل دے گیا۔باپ کی گرتی ہوئی کمر کو سیدھا کر گیا۔بھائی کو ایک نہیں کئی پیارے بھائی دے گیا۔بچوں کا بچپن اپنی نیک خصلتوں کے کھلونے دے کر بہلا گیا۔اتنے صبر آزما وقت میں،اتنے دکھ اور تکلیف میں اتنے لوگ کہ ان سب نے اس درد کو اپنا جانا۔اپنا محسوس کیا۔اسی لئے تو ہر احمدی فرد تڑپ رہا ہے۔آنسوؤں سے سجدہ گاہیں تر کر رہا ہے۔دکھی گھروں میں پیار و محبت کے دیئے جلا رہا ہے یہ دکھ اپنا نہیں کہ ان زخموں کو اکیلے بیٹھے چاٹتے رہیں یہ زخم ہر دل پر ہے یہ آنسو ہر آنکھ میں ہیں۔یہ محبتیں ساجھی ہیں صرف لاہور کی نہیں دنیا کے ہر کونے میں ہر ملک میں رہنے والے احمدیوں کی یہ قربانیاں ساجھی ہیں یہ دکھ ساجھے ہیں یہ رشتے اٹوٹ ہیں۔یہ محبتیں لازوال ہیں۔

ہر بچنے والا اپنا دکھ اپنا زخم بھول کر خدمت میں لگ گیا۔دکھ بانٹنے ہر گھر سے قافلہ چلا۔ربوہ اور لاہور تو ایک ہو گیا۔بیرون ممالک سے فون کے رابطے نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا۔اتنی مصروف دنیا میں سب کام سمٹ گئے صرف رہ گیا تو تعزیت کا کام۔عیادت کا کام اور خدمت خلق۔ہر ماں کا بچہ غیر محفوظ ہونے کے باوجود اپنوں کے لئے وقف ہو گیا ہر رشتہ نے دوسرے کے رشتہ کی کمی کو پورا کرنے کا عہد کر لیا۔

ہر آہ آسمان تک گئی۔ہر آنکھ کا آنسو دوسرے کی آنکھ سے ٹپکا۔اپنے دکھ کم لگے۔اپنے زخم بھر گئے۔جنہیں یہ اعزاز ملے انہیں ذمہ داریاں نبھانے کی دعائیں ملیں۔خلیفہ وقت اور اپنوں کی دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی دعائیں۔خدا اب خیر کر۔دکھا وہ نشان جن کے تو نے وعدے کئے ہیں۔

اے خدا! تو اپنے سچے دین اور اس کے سچے حامی کی نصرت فرما اور مخالفین کے مقابلے میں تو کافی ہے۔مخالفین کی سازشوں اور بد ارادوں اور منصوبوں کو ناکام و نامراد کر دے۔دین حق کے ساتھ اپنی تائید و نصرت کے نظارے ہمیشہ کی طرح آئندہ بھی دکھاتا چلا جا اور اسے فتح سے ہمکنار فرما۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو عاجزی و انکساری کے ساتھ ہمیشہ اس کے حضور جھکے رہنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔(آمین)

اخلاق کی اعلیٰ شان

حضرت مسیح موعود کے اخلاق اور برتاؤ کا جو حضور،حافظ حامد علی صاحب سے کرتے تھے ان پر ایسا اثر تھا کہ وہ بارہا ذکر کرتے ہوئے کہا کرتے میں نے تو ایسا انسان کبھی دیکھا ہی نہیں بلکہ زندگی بھر حضرت کے بعد کوئی انسان اخلاق کی اس شان کا نظر نہیں آتا تھا۔حافظ صاحب کہتے تھے کہ مجھے ساری عمر میں کبھی حضرت مسیح موعود نے نہ جھڑکا اور نہ سختی سے خطاب کیا بلکہ میں بڑا ہی سست تھا اور اکثر آپ کے ارشادات کی تعمیل میں دیر بھی کر دیا کرتا تھا۔بایں سفر میں مجھے ہمیشہ ساتھ رکھتے۔(سیرت حضرت مسیح موعود ص 349)

نکاح فارم ایک اہم دستاویز ہے

(اس کو انتہائی احتیاط سے پر کریں)

۞ نکاح فارم نہایت اہم دستاویز ہے۔اس کو انتہائی احتیاط سے پُر کرنا چاہئے۔کسی سرکاری دفتر میں ایسا کام ہو جہاں ازدواجی حیثیت کو ظاہر کرنا ہو جیسے شناختی کارڈ بنواتے ہوئے یا کسی ایمبیسی کا کیس ہو اسی نکاح فارم کی ضرورت پڑتی ہے۔ جہاں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہوگئی ہے وہاں ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ اس کو پُر کریں۔اگر نکاح فارم پُر کرتے ہوئے درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے تو بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔

(1) ہدایات کا وہ صفحہ جو ہر نکاح فارم کی کاپی کے ساتھ لگا ہوتا ہے اچھی طرح پڑھ لیا جائے اور اس میں لکھی ہوئی ہدایات کے مطابق فارم پُر کیا جائے تو کئی قسم کی دقتوں سے بچا جا سکتا ہے۔

(2) لڑکے اور لڑکی کا نام لکھتے ہوئے تمام کوائف (نام/ولدیت/تاریخ پیدائش وغیرہ) برتھ سرٹیفکیٹ/شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے مطابق لکھے جائیں۔خاص طور پر نام درست لکھا جائے۔

(3) تاریخ پیدائش لکھتے ہوئے سرکاری کاغذات کو مدنظر رکھا جائے۔جس کاغذ کی بنیاد پر آپ نے اپنے تمام سرکاری کاغذات تیار کئے ہیں یا کروانے ہیں اسی کے مطابق نکاح فارموں پر تاریخ پیدائش لکھی جائے۔

(4) تحریر صاف اور خوشخط ہو۔کالی سیاہی استعمال کی جائے۔کٹنگ نہ کی جائے اور نہ ہی بلینکو وغیرہ یا مٹانے کے لئے کوئی ایسی چیز استعمال کی جائے جس سے فارم مشکوک ہوتا ہو۔ اگر کسی وجہ سے کوئی ایسی غلطی ہوگئی ہے تو بہتر ہے کہ نکاح سے قبل سارا نکاح فارم دوبارہ پر کر لیا جائے۔تھوڑی سی دیر آپ کو بڑی پریشانی سے بچا سکتی ہے۔

(5) نکاح کے بعد فارم پر کسی غلطی کی صورت میں قطعاً اس پر کوئی کسی بھی قسم کی تبدیلی از خود نہ کریں بلکہ نظارت سے رجوع کریں اور باقاعدہ درخواست دے کر طریقہ کار کے مطابق اس پر تبدیلی کروائیں۔اگر آپ نے خود نکاح فارموں پر تبدیلی کر لی اور اس کو کسی جگہ پیش کر دیا۔جب اس نکاح فارم کی تصدیق دفتر سے کی جائے گی تو دفتر اس کی تصدیق نہیں کرے گا۔جس کی وجہ سے آپ کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا پھر اس معاملے میں دفتر بھی آپ سے کسی قسم کا تعاون نہیں کرے گا۔

ان تمام پیچیدگیوں سے بچنے کے لئے بہتر ہے کہ نکاح فارم کو پر کرتے ہوئے انتہائی احتیاط کی جائے اور تمام کوائف سرکاری کاغذات کے مطابق لکھے جائیں اور کوشش کی جائے کہ اعلان نکاح سے مناسب وقت پہلے نکاح فارم مکمل کر لیا جائے تا کہ تمام ضروری کاغذات کو دیکھا جا سکے۔اگر کوئی کمی یا خامی پائی جائے تو درستی کے لئے وقت کی گنجائش ہو۔ اگر کسی معاملے میں کوئی دقت یا پریشانی ہو تو دفتر سے راہنمائی لینے میں بھی آسانی ہو۔ نظارت سے رابطے کے لئے نکاح فارموں پر ہی نظارت رشتہ ناطہ کا پوسٹل ایڈریس،فون نمبر اور فیکس نمبر لکھا ہوا ہے کسی بھی ذریعہ سے رابطہ کر کے راہنمائی لی جا سکتی ہے۔

(ناظر اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ)

مستحق طلبہ کی امداد

علم کا فروغ اور اس کی روشنی دنیا میں پھیلانا دین حق کا بنیادی مشن ہے۔ بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خدائے عزوجل نے پہلی وحی میں فرمایا اِقْــرَا....... کہ پڑھ اللہ کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا۔" آپ ﷺ نے فروغ علم کے لئے بے پناہ جدوجہد کی۔آپ ﷺ نے تحصیل علم کو جہاد قرار دیا، یہاں تک فرما دیا کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے، پھر فرمایا کہ پنگھوڑے سے قبر تک علم حاصل کرو۔

آپ کے عاشق صادق سیدنا حضرت مسیح موعود نے تو خدا تعالیٰ سے خبر پا کر ہمیں یہ نوید دی کہ

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔۔۔"

(تجلیات الٰہیہ۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

علم و معرفت میں کمال حاصل کرنا اب صرف احمدی کی شان ہوگا جس کی زندہ مثال ڈاکٹر عبدالسلام ہیں۔ہمیں تو ہزاروں ڈاکٹر عبدالسلام چاہیں۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا

"اگر ہم اپنی غفلت کے نتیجہ میں اچھے دماغوں کو ضائع کر دیں تو اس سے بڑھ کر اور کوئی ظلم نہیں ہوگا۔پس جو طلبہ ہونہار اور ذہین ہیں ان کو بچپن سے ہی اپنی نگرانی میں لے لینا چاہئے اور انہیں کامیاب انجام تک پہنچانا جماعت کا فرض ہے۔"

(خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ 85)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

"اگر کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر رہا تو جماعت کو بتائیں، مجھے بتائیں، کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔لیکن بچوں کو تعلیم سے محروم رکھنا ان پر ظلم ہے"

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ نمبر 145)

اسی طرح آپ نے مزید فرمایا

"طلبہ کی امداد کا ایک فنڈ ہے۔تعلیم بھی بہت مہنگی ہو چکی ہے۔اگر طلبہ اور والدین بچوں کے پاس ہونے کے موقع پر اس مد میں بھی رقم دیں تو کئی مستحق طلبہ کی مدد ہو سکتی ہے۔اگر ہر طالب علم سال میں دس پندرہ پاؤنڈ ہی دے تو غریب ملکوں میں ایک طالبعلم کے سال بھر کی کاپیوں کتابوں کا خرچ پورا ہو سکتا ہے۔" (الفضل انٹرنیشنل 26 اکتوبر 2007)

پس آیئے! حضرت مسیح موعود کے مشن کو پورا کرنے کے لئے خلفاء کے ارشادات پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے ہم بھی اس کار خیر میں کچھ حصہ ڈالیں۔جماعت میں بہت سے ایسے افراد جو غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کی پڑھائی کے اخراجات نہ اٹھا سکتے ہیں ایسے مستحق اور غریب طلبہ کیلئے صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں ایک شعبہ "امداد طلبہ" کے نام سے قائم ہے۔اس کے ذریعہ امسال یکم جولائی 2010 سے جون 2011 تک 7379 طلباء/ طالبات کو وظائف اور 302 طلباء/ طالبات کو کتب مہیا کر چکے ہیں۔

یہ شعبہ مخیّر احباب کی طرف سے ملنے والے عطیات اور مالی معاونت سے ہی چل رہا ہے۔ اس شعبہ کے تحت سینکڑوں طلباء و طالبات اپنی تعلیم جاری رکھے ہوئے ہیں۔یہ قوم درج ذیل صورتوں میں خرچ کی جاتی ہیں۔

1:۔ سالانہ داخلہ جات ،2:۔ماہوار ٹیوشن فیس 3:۔درسی کتب کی فراہمی، 4:۔فوٹو کاپی مقالہ جات،5:۔دیگر تعلیمی ضروریات

پاکستان میں فی طالب علم اوسطاً سالانہ اخراجات اس طرح سے ہیں۔

1۔ پرائمری وسیکنڈری 8 ہزار روپے سالانہ سے 10 ہزار روپے تک

2۔کالج لیول 24 ہزار روپے سالانہ سے 36 ہزار روپے تک

3۔بی ایس سی۔ایم ایس سی و دیگر پروفیشنل ادارہ جات ایک لاکھ سے 3 لاکھ روپے تک

سینکڑوں طلبہ کو اس شعبہ کے تحت امداد فراہم کی جاتی ہے لیکن اس وقت اس شعبہ پر بے انتہا مالی بوجھ ہے۔جس کیلئے عطیات کی فوری ضرورت ہے۔آپ سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنے حلقہ احباب میں بھی موثر رنگ میں تحریک فرماویں کہ اس شعبہ کیلئے دل کھول کر حصہ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے خلوص میں بے انتہا برکت ڈالے۔آمین

یہ عطیہ جات براہ راست نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کی مد "امداد طلبہ" میں بھجوائے جا سکتے ہیں۔

فون:0092 47 6215 448
موبائل:0092 321 7700833
0092 333 6706649
E-mail:
assistance@nazarattleem.org
URL: www.nazarattaleem.org

کیپسول زیابیطس
بلڈ شوگر کو کنٹرول کرنے کیلئے
کیپسول فشار
ہائی بلڈ پریشر کی کامیاب دوا
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ (چناب نگر)
فون: 0476211538 فیکس: 0476212382

عجائبات عالم

تبت

دنیا کی چھت کہلانے والا علاقہ

تبت جنوب وسطی ایشیا کا بلندترین علاقہ ہے اسے ''دنیا کی چھت'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ برف سے ڈھکے پہاڑوں اور دنیا کے بلندترین سطح مرتفع پر مشتمل ہے۔ ماؤنٹ ایورسٹ جنوبی تبت سے بلندی کی طرف جاتا ہے (KA- ERH) کا علاقہ جوکہ مغربی تبت میں ہے دنیا کا بلندترین علاقہ (Town) خیال کیا جاتا ہے جس کی سطح سمندر سے بلندی 15ہزارفٹ ہے۔

تبت کے شمال مشرق میں چین، مشرق میں سکم، بھوٹان، نیپال اور بھارت جبکہ مغرب میں کشمیر کا ضلع لداخ ہے۔اس کے جنوب میں کوہ ہمالیہ ہے۔ یہ ایک بلند سطح مرتفع ہے جہاں سے ایشیا کے بڑے دریا نکلتے ہیں جوچین اور پاک وہند کی طرف آتے ہیں ان میں برہم پترا بنگلہ دیش سے ہوکر خلیج بنگال میں جا کر گرتا ہے۔تبت میں اسے ''تسانگپو'' کہتے ہیں ۔اس دریا کے شمال میں کئی نمکین جھیلیں ہیں ۔ دریائے سندھ، میکانگ سالوین اور یانگ ژی دریا بھی تبت کی طرف سے آتے ہیں۔

تبت کے علاقے میں وسیع سبزے کے میدان اور جنگلات بھی پھیلے ہیں اس علاقے میں بارش کم ہوتی ہے۔اسی لئے کھیتی باڑی صرف دریاؤں کے کناروں کے قریب ہوتی ہے جہاں پھل، جواور سبزیاں کاشت کی جاتی ہیں ۔ یاک (yalk) یہاں کا پالتو جانور ہے۔ یہاں سینکڑوں جھیلیں اور ندیاں قدرت کے حسن کو دوبالا کرتی ہے۔

تبت کا کل رقبہ 12لاکھ 21ہزار 600مربع کلومیٹر ہے اور آبادی تقریباً20لاکھ کے قریب ہے جن میں 96فیصد تبّتی اور باقی چینی ہیں۔

تبت کی تجارت پہلے ہندوستان کے ساتھ تھی مگر جب اس پر چین کا قبضہ ہوا یہ تجارت بند ہو گئی۔ 1957ء میں چین نے یہاں ایک سڑک تعمیر کرائی جو چین اور تبت کو ملاتی ہے ۔تبت کا دارالحکومت لہاسہ (Lhasa) ہے۔

7ویں صدی عیسوی کے دوران تبت ایک طاقتور بادشاہت کی شکل میں تھا۔ بھارت کی طرف سے بدھ مت کو یہاں فروغ ملا۔18ویں صدی کے شروع میں یہ چین کے کنٹرول میں چلا گیا۔ یہ علاقہ کئی دفعہ چین کے قبضہ میں آیا اور کئی بارآزاد ہوا۔

تبت ایک روایتی مذہبی بادشاہت بھی ہے جس کا بادشاہ دلائی لامہ کہلاتا ہے۔چینی کنٹرول سے پہلے تبت پر بدھ راہبوں کی ایک مضبوط حکمرانی قائم تھی۔دلائی لامہ بدھ مت کا سردار کاہن ہے جوکرہ ارض پر خدا کا مجسم اوتار خیال کیا جاتا ہے۔تبّتی روایات کے مطابق جس وقت کوئی دلائی لامہ فوت ہونے لگتا ہے تو وہ اپنی وفات سے قبل یہ ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ آئندہ جنم میں کس گھرانے میں پیدا ہوگا۔ان ہدایات کے پیش نظر اہل تبت بیان کردہ خاندان کے نوزائیدہ بچے کو متوفی دلائی لامہ کی مسنداقتدار پر لابٹھاتے ہیں۔

بقیہ از صفحہ 1: مکرم ظہور احمد صاحب کی شہادت

تھےاور یہ خاندان اس وقت سے یہاں رہائش پذیر ہے۔آپ کا خاندان تجارت سے منسلک رہا جس کو شہید مرحوم نے جاری رکھا۔

مرحوم کی کریانہ کی دکان تھی۔ مرحوم کو مذہبی مخالفت کا سامنا تھا۔اپریل 2012ء میں اردگرد کے مخالف دکانداران نے ان کے مالک دکان سے مل کران کی دکان خالی کروانے کی کوشش کی لیکن مالک نے انکار کردیا تھا۔اس کے علاوہ بھی دکانداران کی طرف سے ان کو مختلف طریقوں سے تنگ کیا جاتا تھا کبھی دکان کے تالے میں ایلفی ڈال دی جاتی۔ کئی باران کی دکان کے باہر جلوس نے ان کے خلاف نعرے بازی کی تھی۔

شہید مرحوم کا اپنی فیملی اور بچوں سے شفقت اور محبت کا سلوک تھا۔ آپ شریف اور سادہ طبع انسان تھے۔ باوجود مالی کشائش کے سادگی کو ترجیح دیتے اور سفر کے لئے سائیکل استعمال کیا کرتے تھے۔ جب کسی جماعتی تحریک کا اعلان ہوتا تو آپ اس میں بڑھ چڑھ کرحصہ لیتے تھے۔مرحوم اکثر اس خواہش کا اظہار کیا کرتے تھے کہ جب میری وفات ہوجائے تو میری تدفین ربوہ میں کرنا۔

شہید مرحوم نے اپنے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے مکرم ذیشان ظہورصاحب (شادی شدہ) اور مکرم عمیر ظہورصاحب (غیرشادی شدہ) کے علاوہ تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ دو بیٹیاں شادی شدہ ہیں جبکہ تیسری بیٹی یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہے۔ والدین وفات پا چکے ہیں۔شہید مرحوم کے دو بھائی مکرم منصور احمد صاحب اور مکرم مسعود احمد صاحب ہیں جو امریکہ میں رہائش پذیر ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبرجمیل کی توفیق بخشے۔آمین

خبریں

بھارت میں ہرسال 90ہزار سے زائد بچے غائب ہورہے ہیں

بھارت میں بچوں کے اغوا یا گمشدگی کا مسئلہ توقعات سے بھی زیادہ سنگین ہےاور سرکاری اعداد وشمار میں بتایا گیا ہے کہ بھارت میں ہرسال 90ہزار سے زائد بچے غائب ہورہے ہیں۔جن لڑکوں اورلڑکیوں کو ہیومن ٹریفکنگ کا نشانہ بنایا جارہاہے،ان میں اکثریت غریب خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

دنیا بھر میں سالانہ 20لاکھ اموات کی وجہ اندرونی فضا کا آلودہ ہونا ہے

سٹیٹ آف ورلڈ چلڈرن رپورٹ کے مطابق سالانہ 20لاکھ اموات کی وجہ اندرونی فضا کا آلودہ ہونا ہے جس میں سے آدھی اموات 5سال تک کی عمر کے بچوں کو نمونیا ہوجانے کے باعث ہوتی ہیں۔ فضائی آلودگی سے اکثر بچے دمہ کے مرض میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔جس سے بچوں سمیت سالانہ 13لاکھ افراد ہلاک ہوجاتے ہیں۔

درخواست دعا

مکرم ظفر اقبال ساہی صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ مکرمہ ممتاز بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری ریاض احمد ساہی صاحب ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ بعارضہ بلڈ پریشر، شوگر اور گردے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ کے CC1 میں داخل ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔آمین

ربوہ میں طلوع وغروب 8/اکتوبر

طلوع فجر	4:40
طلوع آفتاب	6:04
زوال آفتاب	11:58
غروب آفتاب	5:47

حسن نکھار کریم
چہرہ کی حفاظت اور نکھار کیلئے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

پیٹ کی ریح گیس اور قبض کیلئے
ریح شکن
قبض کشاء گولیاں
سیمپل نمونہ فری
حکیم منور احمد عزیز: 03346201283,03336706687
TAHIR طاہر
طاہر دواخانہ رجسٹرڈ بلال مارکیٹ ربوہ

تمام ۔ پرانی پیچیدہ اور ضدی امراض کیلئے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیوفزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

نورتن جیولرز ربوہ
فون 6214214
فون گھر: 047-6211971
دکان 6216216

Homoeopathy ھوالشافی The Nature's Wonder
سرجری سے پہلے جہاں اور بھی ہیں
اپنی رپورٹس اور نسخہ جات لے کر اعتماد کے ساتھ تشریف لائیں
پرانی بیماری مشورہ فیس =/200 روپے
زیرنگرانی: سکوارڈن لیڈر (ر) عبدالباسط (ہومیوفزیشن)
سنٹر فار کرانک ڈیزیز
FB FINE & THE REST
طارق مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
047-6005688 0300-7705078

FR-10

COLIC REMEDY
پیٹ درد، گردہ کا درد، اپنڈکس کا درد اور نفخ شکم کے لئے
بفضل خدا نہایت مفید۔ قیمت 40روپے
بھٹی ہومیو پیتھک کلینک رحمت بازار ربوہ
0333-6568240

PE
پاکستان الیکٹرو انجینئرنگ
نکل ٹینک، گولڈ پلانٹ، کروم ٹینک، بیرل ریکٹفائر ٹرانسفارمر، اوون ڈرائر مشین، فلٹر پمپ، ٹاٹینیم ہیٹر، پاؤڈر کوٹنگ مشین، ڈی اونائزر پلانٹ
پی، وی، سی لائننگ، فائب، لائننگ
پروپرائٹرز: منور احمد ۔ بشیر احمد
37دل محمد روڈ لاہور۔فون نمبر: 0300-4280871,0333-4107060,042-37247741